مسلسل

جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری

جنگِ بدر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کا ظہور

۱۔ حضورؐ نے اِس کمال دانشمندی سے مدینہ سے باہر دشمن سے مقابلہ کا منصوبہ تیار کیا اور اِس بلا کی تیزی اور خاموشی کے ساتھ ۸۰ میل کا سفر کیا کہ دشمن کو اپنا سارا منصوبۂ جنگ بدلنا پڑا۔ یعنی کہ **ابتدائی کامیابی** (initiative) کا پہلو حضورؐ کے ہاتھ رہا اور دشمن کو اس کے تابع اور ماتحت ہو کر نئی تجاویز سوچنا پڑیں۔ قریش مکہ کا منصوبہ تھا کہ مدینہ کی دیواروں کے نیچے خیمہ زن ہوں گے، جانوروں کو آرام دیں گے، اچھا چارہ اور پانی ملے گا، تازہ دم ہو جائیں گے، نقل و حرکت آسان ہوگی۔ اہلِ مدینہ کا نقصان ہوگا، فصل خراب ہوگی۔ اس کا خاطر خواہ اثر محصورین پر پڑے گا۔ اور پھر یہود و منافقین سے گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے لیکن حضورؐ نے میدانِ بدر میں قریش کو اِس طرح آلیا کہ اُن کو آپ کی آمد کی خبر تک نہ ہو سکی اور اب سابقہ منصوبہ سب خاک میں مل گیا۔

۲۔ حضورؐ نے اپنی فوج کے اندر کامل اطاعت کی رُوح پھونک دی تھی اور صحابہؓ حضورؐ کے احکام پر ہمہ تن گوش ہو کر کاربند ہو گئے تھے۔

۳۔ حضورؐ نے صحابہ کو یقین دلایا تھا کہ لشکرِ قریش کا مقصد دنیاوی حرص اور مسلمانوں کو فنا کرنا ہے۔ جبکہ ہمارا نصب العین نظامِ نَو (اسلام) کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور یہ نقطۂ نظر بہت وسیع اور بلند ہے۔ جس قوم کو فنا کا ڈر ہوتا ہے وہ پورے جوش کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ بالخصوص جبکہ نظامِ نَو کا قیام بھی ان کے ہاتھوں ضروری ہو۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمہارے کردار پر نصرتِ الٰہی مرتب ہوگی جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔ اس لئے پوری جانفروشی، ثابت قدمی، بلند حوصلگی اور تعاون سے مقابلہ کرو۔ یہ تقریر صحابہ کے لئے بجلی کی مانند طاقت پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ اس لئے صحابہ نے اپنی قلتِ تعداد کو بھول کر لشکرِ قریش کی کثرت کو شکار کی کثرت سے زیادہ

وقعت نہ دی اور خوش ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں کو محبّت سے موہ لیا۔ نصرت کی خوشخبری سے اُن کو یقین دلایا اور مقصد کی صداقت و فتح کو واضح۔ جس کی وجہ سے صحابہ اس قدر بے جگری سے نبرد آزما ہوئے کہ آسمان نے کسی میدانِ جنگ میں ایسا نظارہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

۴۔ صحابہ کو حضورؐ کی قیادت کے بارے میں کامل اعتماد تھا کہ وہ ضرور ان کو کامیابی کا مُنہ دکھائے گی۔ اس لئے وہ ہر حکم کی پابندی لفظی و معنوی پوری طرح کرتے تھے۔ اور وہ ظاہراً و سرّاً یا انفرادی طور پر یا اجتماعی صورت میں سرِمُو کے برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوتے تھے۔ اُن کی ثابت قدمی نے قریش کا مُنہ پھیر دیا۔ صحابہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور دشمن کے یکجائی حملہ کا مقابلہ کیا۔ جو حرارتِ قلبی آپ کے دماغ اور روح کو روشن و گرم کر رہی تھی۔ وہی کیفیت آپ نے صحابہ کے اندر منتقل کر کے ان کے جذبات کو اس قدر ابھار دیا تھا کہ وہ شوقِ شہادت کیلئے بے قرار ہو رہے تھے۔

۵۔ آپ نے بہترین ماسٹر پلان "منصوبۂ جنگ" تیار کیا۔ اس کو عملی جامہ پہنایا۔ قریب سے اس پر نظر رکھی اور اس امر کی احتیاط کی کہ کوئی دوسرا تکمیل میں مداخلت نہ کر پائے اور اس منصوبہ کا بنیادی نقطہ یا مرکزی مدعا حاصل ہو جائے کہ مسلمان فیصلہ کُن جنگ میدان میں لڑیں اور پیٹھ دکھانے یا فرار پر آمادہ نہ ہوں۔

۶۔ آنحضرتؐ نے کسی فیصلہ پر پہنچنے میں دیر نہ لگائی اور نہایت اطمینان سے ہر حملہ جنگ کا مقابلہ کیا۔ جب عتبہ نے مکّہ والوں میں سے مبارزین کا مطالبہ کیا تو حضورؐ نے اپنے اقرباء حمزہؓ اور علیؓ کو آگے بڑھایا۔

۷۔ حضورؐ کے منصوبہ میں اِس قدر لچک تھی کہ وہ حالات کے مطابق بدل رہا تھا۔ مگر اس تبدیلی کا کوئی دوسرا صحابی مجاز نہ تھا۔ یہ صرف حضورؐ کا اپنا اختیار تھا اور آپؐ ہی اس کے مجاز تھے کیونکہ منصوبہ بندی آپؐ نے کی تھی اس لئے اس کا مصنّف ہی بہتر جانتا ہے کہ کس گوشے اور زاویے میں ترمیم یا ایزادی کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے کم خونریزی کو روا رکھا۔ قیدیوں کو قتل سے بچایا۔ تعاقب سے فوج کو روکے رکھا۔ قریش کے حملہ عام کو روکنے کا حکم دیا اور اُن کی واپسی پر خود صحابہ کو اجتماعی حملہ کا حکم دیا۔

۸۔ حضورؐ نہ صرف میدانِ جنگ میں حاضر رہے بلکہ صفِ دشمن کے قریب اور اپنے صحابہ کے اندر موجود رہے تاکہ مشورہ کے لئے افسران کو پیچھے بلانا نہ پڑے اور فوری احکام جاری ہو سکیں۔

۹۔ حضورؐ نے خود ابتدائی ہدایات جاری فرمائیں جس سے صحابہ کو یقینی طور پر حضورؐ کے ایماء اور ارادہ کا علم ہوا اور کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اور برکت و فتح کی اُمید روشن ہو گئی۔

۱۰۔ حضورؐ نے جنگِ بدر کی فتح کا منصوبہ کسی ماقبل لیڈر یا جرنیل کی تقلید میں نہیں بنایا۔ کیونکہ ایسے منصوبے تو مصیبت کا موجب ہوتے ہیں۔ بلکہ آپؐ نے خود جدید تکنیک کو رواج دیا جو عرب میں موجود نہ تھی۔

قلتِ فوج کو لشکرِ کثیر کے مقابلہ کے لئے اس میں دوسری خوبیاں پیدا کیں۔ جن سے کثرت کا فائدہ باطل ہوا اور قلتِ تعداد بھاری ہوگئی۔ مثلاً حوصلہ کو بلند کیا، جوشِ مقابلہ کو تیز کیا اور باہمی تعاون کو کسی قیمت پر بھی ترک نہ کرنے کی ہدایت کی۔ یہ حضورؐ کی خداداد قابلیت کا مظاہرہ تھا۔

حضورؐ نے بالکل معمولی خونریزی کے بعد نتیجۂ جنگ اپنے حق میں حاصل کر لیا۔ چند اموات کا ہونا اور اتنے بڑے گروہ کا مقابلہ کرنا اور وزنی اسلحہ کا استعمال آپؐ کے کمالِ ماہرِ فن ہونے کا ثبوت ہے۔

۱۱۔ جب دو ارادی قوتوں کا مقابلہ ہوا یعنی دشمن کی قوتِ ارادی اور حضورؐ کی قوتِ ارادی کا۔ تو حضورؐ نے سبقت حاصل کی۔ کیونکہ جب میدانِ جنگ میں فیصلہ معطل ہو کہ نہ معلوم پلہ کدھر بھاری ہے اور کشمکش و پیچ کا معاملہ ہو۔ اگر ایسے وقت میں آپ کا دل دھڑکنے اور کانپنے لگے تو سمجھئے کہ معاملہ بگڑا۔ مگر حضورؐ نے کسی سطح پر بھی ایسا محسوس نہیں کیا کہ جنگ کی باگ حضورؐ کے ہاتھ سے نکل رہی ہے اور دشمن آپؐ پر چھا رہا ہے۔ بلکہ قریش کے اجتماعی حملہ پر آپؐ نے صحابہ کو اپنے قدم پر مقابلہ کا حکم دیا اور جب قریش واپس ہٹے تو آپؐ نے صحابہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اب حضورؐ نے نہ تو قلت کا خیال کیا اور نہ ہی بے سروسامانی پر نظر کی۔

۱۲۔ حضورؐ خود تفصیلِ جنگ میں نہیں پڑے بلکہ علیحدہ مقام سے غور و فکر کر کے صحابہ کو لڑاتے رہے۔ نقشۂ جنگ آپؐ کے اشارے پر بدلتا رہا۔ آپؐ نے نہ تو انفرادی کردار پر نکتہ چینی کی اور نہ آسے روکا۔ بلکہ کامل آزادی دی۔ گویا کہ ایک وقت میں ہی مرکزیت اور انفرادیت کے پہلو نمایاں فرمائے۔

۱۳۔ حضورؐ نے صحابہ کی صف بندی (Grouping) اس طرح کی کہ مہاجرین کو آگے رکھا اور دور اندیشی سے کام لیا۔

۱۴۔ حضورؐ نے میدانِ جنگ میں اس الحاح سے دعا کی اور صحابہ کی حفاظت چاہی کہ ان میں حضورؐ سے الہانہ محبت پیدا ہوگئی اور وہ پکار اُٹھے کہ یا رسول اللہ اگر ہم کما حقہٗ آپ کی حفاظت اپنی کمزوری کی وجہ سے نہ کر سکیں تو حضور واپس مدینہ تشریف لیجائیں۔ وہاں ہمارے بھائی بندپوری وفاداری سے آپ کی حفاظت کریں گے اور اس جوش نے ان کے اندر غضب کی قوت بھر دی جس سے دشمن ششدر رہ گیا۔ کہ دو انصاری لڑکوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے گرادیا اور وہ لقمۂ اجل ہوا۔

سپاہی کو آپ کی ہمدردی کا یقین ہو تو اس کو آپ کہیں لے جائیں وہ وہاں اور ہر حالت میں، بھوک میں، پیاس میں، اسلحہ کے ساتھ، تنہا، لڑے گا، مقابلہ کرے گا اور جان تک دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ یہی حال صحابہ کا تھا اور یہ حضور کی صحبت کا اثر تھا۔

15۔ حضور علیہ السلام نے ہجرت سے قبل غیر محدود جنگ کا آغاز کیا تھا۔ یعنی حضور قرآنی تعلیم کی زرہ پہن کر اوامر و نواہی کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر مسلمانوں کی معیت میں صداقت کے دفاع کے لئے کفارِ مکہ سے نبرد آزما ہوئے تھے اور اس میں تیرہ سال تک لگے رہے۔ اور آئندہ تا زندگی یہی لائحہ عمل رہا۔ لیکن قریشِ مکہ فقط عارضی مقابلہ یعنی "محدود جنگ" (Limited war) کے لئے تیار ہوئے۔ پہلی مرتبہ میدانِ بدر میں مقابلہ کے لئے پہنچے اور ہزیمت اُٹھائی۔ اور آئندہ بھی مقابلہ سے عاجز رہے۔ آخر بے دست و پا ہو کر حضورؐ کے قدموں میں گر پڑے اور وہی جامہ پہن لیا جو حضورؐ نے زیبِ تن کیا تھا۔ بس اب کیا تھا دنیا کی زمین اُن کے سامنے سمٹتی چلی گئی اور باوجود اپنی وسعت کے ان کے سامنے تنگ نظر آنے لگی۔ جو سلطنتیں مقابلہ کے لئے اُٹھیں پاش پاش ہو گئیں۔ جو قوم سامنے آئی وہ تباہ ہوئی۔ لشکرِ اسلامی جہاد کا جھنڈا لہراتے ہوئے دنیا کے بیشتر حصہ پر چھا گیا اور صدیوں تک دندناتا رہا ✦

ایک بہائی کے بہائیوں سے تین سوال

محبت اللہ نامی بہائی اپنے تازہ ٹریکٹ "خدا کی آواز" میں بہائیوں سے پوچھتے ہیں :-

"میں پوچھتا ہوں کہ غصنِ اعظم اور غصنِ اکبر کے مسئلے پر جب حضرت بہاء اللہ کے دونوں لڑکوں یعنی عبدالبہاء اور محمد علی میں اختلاف حد سے زیادہ بڑھ گیا اور دونوں کھلم کھلا ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنے لگے تو بتاؤ حضرت بہاء اللہ کے فرمان کی روشنی میں کہ بہائیوں میں اگر دو آدمی کسی بات پر اختلاف کریں تو دونوں جھوٹے ہیں عبدالبہاء اور محمد علی کو کیا سمجھا جائے ؟ جواب دو اور تم سب مل کر بحث کرو کہ تم سے خدا جو سوال کرتا ہے کیا وہ صحیح ہے یا جھوٹ ؟

اے بہائیو ! ہاں دوسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ بتاؤ جب حضرت بہاء اللہ نے عورت اور مرد کو برابر حقوق دیئے ہیں تو تم اس میں کس لئے خیانت کرتے ہو ؟ بتاؤ کیا ولی امر اللہ شوقی آفندی خلیفہ دوئم کی موت کے بعد سوئم ولی امر اللہ کے بجائے ایادی امر اللہ (۹ افراد کا انتظامیہ بورڈ) کا جو قیام عمل میں لایا گیا ہے تو کیا تم نے اس میں عورتوں کو ان کے حق کی برابر نمائندگی دی ہے ؟ اور میں اسی بابت تم سے ایک سوال یہ کرتا ہوں کہ جب تم محافلِ محلی کے صدروں کا ہر سال ہر شہر میں جمہوری طریقے پر چناؤ کرتے ہو تو بتاؤ اس انتخاب میں اب تک عورتوں کو ... کتنی بار صدر چنا گیا ؟ جواب دو۔ تیسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب اہلِ بہاء آپس میں بھائی بھائی ہیں ... تو بتاؤ کہ ایرانی بہائیوں نے پاکستانی بہائیوں کے ساتھ ایرانی خواتین کی کتنی شادیاں کی ہیں ؟ اور نہیں کی ہیں تو کیا اسلئے کہ غیر ایرانی بہائی اچھوت یعنی کم عزت کے بہائی ہیں۔ اور کیا ایرانی بہائیوں کا یہ طریقہ درست ہے کہ غیر ایرانی بہائی عورتوں کو اپنی بیویاں تو بنا لیں اور ایرانی بہائی عورتوں کو ہندوستانی یا پاکستانی بہائیوں کی بیویاں نہ بننے دیں ؟ جواب دو" ✦